پاکستانی عوام کے لئے فیصلہ کن مرحلہ

سید عتیق الحسن، سڈنی آسٹریلیاء

میں نے اپنے بزرگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا تھا کہ اگر پاکستان سے ناانصافی ظلم اور بدعنوانیاں ختم نہیں کی گئیں تو پاکستان کے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ میرا ہائی اسکول کا زمانہ تھا لحاظ مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے جب میرے بزرگ بی بی سی اردو ریڈیو سروس سننے کے لئے شام سے ہی بیٹھ جاتے تھے۔ پھر ایک دنِ وہ منحوس گھڑی آن پہنچی جب دسمبر 1971 میں پاکستان کے ٹوٹنے یعنی مشرقی پاکستان کی علحیدگی اور بنگلا دیش کا قیام عمل میں آیا۔ میرے والد اور والدہ دونوں کی آنکھوں میں آنسوں تھے جو میرے ذہن میں آج بھی سمائے ہوئے ہیں، محلے اور شہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ ملک کے باقی علاقوں سے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق افسوس ظاہر کیا جارہا تھا۔ مگر بحیثیت قوم کوئی ملک گیر احتجاج یا شرمندگی اس حد تک نہیں دیکھی گئی جیسی کہ ملک کے آدھے حصے کے ٹوٹنے پر ہونا چاہئے تھی۔ پاکستان کے سب سے پہلے فوجی آمر فیلڈ مارشل ایوب خان کے ہاتھوں سیاسی پرورش پانے والے اور ایوب خان کی حکومت میں وزارت کا عہدہ رکھنے والے سندھ کے ایک بڑے وڈیرہ خاندان کے فرزند ذولفقار علی بھٹو جنہوں نے روٹی، کپڑا اور مکان کے نام پر اور اپنے جیسے بھاری بھرکم سندھ کے وڈیروں اور پنجاب کے جاگیرداروں کی مدد سے پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل دی تھی اس وقت کے مغربی پاکستان میں دہی عوام کو سر باغ دکھا کر انتخاب میں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے گو کہ مشرقی پاکستان میں سب سے زیادہ سیٹیں حاصل کرنے والی مجیب الرحمٰن کی عوامی نیشنل پارٹی کی سیٹیں مجموعی طور پر پاکستان میں پیپلز پارٹی کی سیٹوں سے زیادہ تھیں، مگر جاگیردارنہ خاندان سے تعلق رکھنے والے ذولفقار علی بھٹو کسی صورت میں مجیب الرحمٰن کو حکومت نہیں دینا چاہتے تھے ۔ اور پھر پاکستان کی خودغرض سیاست میں ادھر تم ادھر ہم کے نعروں کی بادگشت سنائی دی۔ مجیب الرحمٰن کا مشرقی پاکستان کی عوام نے ساتھ دیا اور ایک خونی مارکہ کے بعد مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوگیا۔ اپنے آپ کو قائدِ عوام کہلانے والے ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے ٹوٹنے کے صرف تین دنِ بعد یعنی 20 دسمبر 1971 کو دنیا کے پہلے سویلین مارشل لاء ایڈمینسٹریٹر کی حیثیت سے پاکستان کی باگ دوڑ سنبھال کر پاکستان کی عوام کو ایک نئے قسم کی سول آمریت سے روشناس کرایا اور پھر ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اس عہدہ پر قائم رہ کر دنیا میں سول اور آرمی کی ملی جلی ایک نئی حکومت کی تاریخ رقم کی۔ ذوالفقار علی بھٹو اور اسکے حواریوں نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں پرائیوٹ تعلیمی ادارے سرکاری تحویل میں لیے، سندھ میں شہری اور دہی کی بنیاد پر کوٹہ سسٹم نافذ کیا، لسانیت، یعنی اردو اور سندھی کی بنیاد پر صوبہ سندھ کی انتظامیہ کو تقسیم کیا۔ ملک میں بڑی بڑی انڈسٹریز کو سرکاری تحویل میں لیا۔ آج تاریخی اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اسی دور سے پاکستان میں تعلیم اور معیشت دونوں کا استحصال شروع ہوا۔ بھٹو کے پانچ سالہ دور میں پاکستان میں عوامی حکومت کے نام پر عقربہ پروری، رشوت، تعصب اور صوبائیت کو بے پناہ فروغ ملا۔ مارچ 1977 کے انتخاب میں ریکارڈ دھاندلی کی گئی جس کے نتیجے میں بالخصوص مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھٹو کی برسراقتدار پیپلز پارٹی کے خلاف پاکستان کی سب سے بڑی ملک گیر تحریک چلائی اور یوں ایک اور فوجی آمر ضیاءالحق نے ایک مرتبہ پھر ملک کی باگ دوڑ سنبھال لی۔ ذوالفقار علی بھٹو کو ایک قتل کے کیس میں موت کی سزا سنائی گئی۔ ضیاالحق نے عالمی رحم کی اپیلوں کو بھی مسترد کرکے بھٹو کو پھانسی دیدی۔ اور یوں بھٹو کا دور ختم ہوا مگر بھٹو جو اپنے خاندان اور پارٹی میں بیج بو کر گیا وہ پروان کرتے رہے اور ذولفقار علی بھٹو کے بعد اسکی بے بیٹی بے نظیر بھٹو اور بیوہ نصرت بھٹو کو بطور جانشین پیپلز پارٹی کا مشترکہ چیئرپرسن بنادیا گیا۔

ضیاءالحق نے پاکستان میں خفیہ تنظیم آئی ایس آئی کو فروغ دیکر ایک نئی ریاستی طاقت کو جنم دیا، مذہب کے نام پر نتِ نئے نظام کو نافظ کیا۔ افغانیوں کو پاکستان میں متعارف کرایا جنہوں نے ملک میں ہیروئن اور کلاشن کوف کو عام کیا۔ جس کی سزا پاکستانی قوم آج تک بھگت رہی ہے۔ ضیاءالحق کے گیارہ سالہ دور کا خاتمہ ضیاءالحق کی ایک طیارے کے حادثہ میں 17 اگست 1988 کو موت سے ہوئی جس کی تفتیش آج تک مکمل نہ ہوسکی۔

اس کے بعد بے نظیر بھٹو نے 1988 میں پیپلز پارٹی کی زیادہ تر دہی علاقوں سے انتخاب میں کامیابی کے نتیجے میں وزارتِ عظمٰی کا عہدہ حاصل لیا۔ مگر شاید بے نظیر نے اپنے والد کی غلطیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا بلکہ ایک بدلے کی سیاست شروع کی۔ اپنے لوگوں کو اعلٰی عہدوں سے نوازہ گیا۔ شوہر آصف زرداری نے رشوت لینے اور پیسہ کمانے کے نئے سے نئے طریقے دریافت کئے کہ پاکستانی ڈیفنس کے اعلٰی کاروں کے ساتھ مل کر باہر کی کمپنوں سے ہتھیاروں اور طیاروں کی خرید و فروخت میں کروڑوں ڈالر کمائے۔ بے نظیر کی حکومت زیادہ عرصہ نہیں چل سکی۔ 1990 میں دوبارہ الیکشن ہوئے اور بے نظیر انتخاب ہار گئی مگر تین سالوں میں زرداری نے دونوں ہاتھوں سے دولت کمائی اور باہر کے بنکوں میں لاکھوں ڈالر کے اثاثہ بنالیے۔ پاکستان کی بدقسمتی دیکھیے کہ اقتدار نواز شریف کے پاس آیا۔ نواز شریف کی سیاسی پرورش ضیاالحق کی فوجی حکومت میں ہوئی۔ نواز شریف ضیاالحق کی بنائی ہوئی نام نہاد سول حکومت کے آلہ کار تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح چودھری برادران سمیت نواز شریف کے کئی پرانے ساتھی پرویز مشرف کے دور میں پرویز مشرف کی بنائی گئی مسلم

لیگ (ق) کی حکومت میں آلہ کار تھے۔نواز شریف پیشہ کے لئے لحاظ سے ایک کاروباری ذہن رکھتے تھے۔لحاظہ لاہور کی اتفاق فاؤنڈری سے انہوں نے اپنے بزنس کو ایک امپائر میں اپنے دور میں تبدیل کردیا۔نواز شریف کی حکومت بھی چند سال سکی۔ بے نظیر بھٹو نے ایک مرتبہ پھر 1993 کے الیکشن میں کامیابی حاصل کی۔ بے نظیر نے اپنی ماضی کی غلطیوں سے کچھ نہیں سیکھا تھا ملک کو ایک مرتبہ پھر اسی کرپشن کے ڈگر پر ڈال دیا گیا۔ ملک کی معیشت بری طرح خراب ہوئی۔ سپریم کورٹ نے 1996 میں بے نظیر کی حکومت کو کرپشن کے الزام میں فارغ کردیا۔اور نواز شریف ایک مرتبہ پھر مسلم لیگ کی کامیابی نے نتیجے میں برسر اقتدار میں آ گئے۔ بے نظیر اور نواز شریف کے دو دو مرتبہ کے دور میں پاکستان میں سوائے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور پارٹی ورکرز کو نوازنے کے کوئی غیر معمولی کام نہیں کیا گیا۔ نہ ملک میں قومی شعور بیدار کیا گیا بلکہ صوبائیت کو فروغ حاصل ہوا۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ملک کے ساٹھ فیصد سے زیادہ علاقے میں جاگیردارانہ اور سردارانہ نظام کی وجہ سے ایک طرف تو عوام میں تعلیم عام نہ ہو سکی اور دوسری طرف جاگیرداروں، وڈیروں اور سرداروں کے زیر اثر رہنی والی عوام کو اپنی مرضی سے ووٹ ڈالنے کا حق میسر نہیں ہو سکا۔ اگر کسان اپنے مالک کو ووٹ نہیں دیتا تو اسکی خواتین کے ساتھ زیادتیاں کی جاتی ہیں، پراسرار ہلاکتیں ہوتیں ہیں اور اپنی ذاتی جیلوں کی کال کوٹریوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ناکام کارکردگی کے باوجود نواز شریف اور بے نظیر کے دو دو مرتبہ اقتدار میں آنے کی وجہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دونوں کے دورِ اقتدار میں ملک میں ناانصافیاں، جانبداریاں اور تعصب کو فروغ ملا مگر ہر الیکشن میں گھوم پھر کر وہی جاگیردار چہرے اسمبلیوں میں پائے گئے۔ جاگیرداروں کے تحت نافظ اس نام نہاد جمہوری نظام کی ایک اور تازہ مثال حال ہی میں جالی ڈگری رکھنے والے پیلز پارٹی کے وزیر جناب دستی کا کیس ہے جن کو پاکستان کی عدالت سے نااہل قرار پانے کے بعد دوبارہ الیکشن جیت کر آج اسمبلی میں عیاشی سے بیٹھے ہیں اور دنیا کو یہ ثابت کر رہے ہیں پاکستان میں وہ ہو گیا جو وہاں کا وڈیرہ چاہئے گا۔

از شریف کے دور میں انکی عیاشی کے کارناموں کی بھی ایک لمبی لسٹ ہے۔انہوں نے رائے ونڈ میں جنت نما اپنے لئے ایک محل تیار کروایا۔ باہر مما لک میں اپنی انڈسٹری فروغ دیا۔ نواز شریف نے پہلے تو جنرل پرویز مشرف کو ترقی دیکر چیف آف آرمی اسٹاف بنایا پھر انکی مرضی کے مطابق نہ چلنے پر پرویز مشرف کو چند عرصہ میں ہی اس وقت برطرف کیا جب وہ ملک سے باہر سری لنکا کے دورے پر تھے۔ان کے طیارے کو پاکستان کے کسی بھی ائیرپورٹ پر اترنے کو منع کردیا گیا۔ایک آمرانہ ذہن کی اس سے زیادہ عکاسی کیا ہو سکتی ہے۔ جواب میں جنرل پرویز مشرف نے نواز شریف کی حکومت ختم کر کے ملک میں مارشل لاء لگا کر نواز شریف اور انکے ساتھیوں کو جیل میں ڈال دیا۔ امریکہ میں گیارہ ستمبر 2001 کے دہشتگردی واقعے نے دنیا میں بالخصوص پاکستان اور افغانستان کو ایک نئے مسائل سے دوچار کردیا۔ جنرل پرویز مشرف نے امریکہ کے آگے گھٹنے ڈال دیے۔ مگر پاکستان میں ایوب خان سے لیکر مشرف تک سب جرنیل ہی امریکہ کی مرضی سے حکومت کرتے ہیں۔ پرویز مشرف نے بھی اس روایت کو برقرار رکھا۔نواز شریف انکے بھائی شہباز شریف نے جنرل پرویز مشرف کے ساتھ ڈیل کر کے ملک سے فرار حاصل کیا۔مگر ساتھ ہی اپنی تمام دولت بھی ساتھ لے کر سعودی عرب میں اپنی سرمایہ داری کی۔

فوجی یا آمرانہ طرزِ حکومت کسی بھی ملک کے لئے اچھی نہیں ہوتی۔ جمہوری نظام انصاف، آزادی اظہار رائے اور سب کے لئے مساوات فراہم کرتا ہے۔مگر کیا ایک جاگیردارانہ یا سردارانہ نظام کے اندر جمہوری نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی پارٹی اور موجودہ برسر اقتدار پاکستان پیلز پارٹی کے اپنے اندر کوئی جمہوری سسٹم نہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی ہو یا کوئی بھی مسلم لیگ کسی سیاسی پارٹی کے لیڈران کا انتخاب میرٹ پر نہیں ہوتا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر معروسی قیادت کو قائم کیا گیا ہے۔ پھر پاکستانی قوم کا المیہ یہ ہے کہ یہی جاگیردار اور سردار ملک میں سیاسی نظام رکھنے اور چلانے کا دعوی کرتے ہیں۔

پاکستان کے یہ جاگیردار اور قبائلی سردار جو فوجی حکومت کی مخالفت کرتے ہیں زیادہ تر کے فوجی جرنیلوں سے قریبی روابط رکھتے ہیں۔ وقت آنے پر اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے یہی وڈیرے فوجی جنرنیلوں سے ڈیل کرتے ہیں اور پھر عوام میں آکران کے خلاف بات کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو سے لیکر نواز شریف تک سب سیاسی بازیگر فوجیوں کی پیداوار ہیں۔ جہاں پاکستان میں فوجیوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے آپ کو مضبوط کیا ہے وہیں انِ سیاسی بازیگروں نے اپنی پارٹیوں کی تشکیل نو میں فوج کی مدد حاصل کی ہے۔

آج پاکستان کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ملک کی سب سے بڑی کرسی پر بیٹھنے والا سب سے بڑا بدعنوان آمر ہے۔ آج پاکستان میں کوئی پوچھنے والا نہیں کہ کراچی کے ایک بمبینو سنیما کا مالک حاکم علی زرداری اور اسکا بیٹا آصف علی زرداری دنیا کے رئیس ترین انسان کیسے بن گئے۔ کہاں سے دنیا کے مہنگے ترین فرانس اور برطانیہ کے علاقوں میں محلات چند عرصے میں بنائے گئے۔ ایک طرف تو عوام میں بدعنوان اور راشی لوگوں کو عوامی اداروں پر مسلط کر کے بدعنوانی اور رشوت خوری مہلق بیماری کی طرح پورے ملک میں پھیلا دی گئی ہے۔ تو دوسری طرف خوراک، پانی، بجلی جیسی بنیادی چیزوں عوام کی پہنچ سے دور کر کے عوام کو اتنا لاچار کردیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے خلاف کھڑے نہ ہو سکیں۔

سابقہ فوجی آمر پرویز مشرف نے بھی کوئی ایسا انقلابی کام پاکستانی عوام کے لئے اپنے سات سالہ دور میں نہیں کیا جس پر ان کا نام تاریخ کے سنہرے پنوں پر لکھا جا سکے مگر یہ بھی سچ

ہے کہ انہوں نے کوئی ایسا گھناؤنا پاکستان کے خلاف جرم بھی نہیں کیا کہ ان کی تصویروں پر جوتے مارے جائیں ۔ پرویز مشرف کے دور کی معیشیت اور ملک کے اندر سیکورٹی کے حالات کا موازنہ موجودہ دور سے کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حکومت نے صرف دو سالوں میں ملک کو مکمل خسارہ کی طرف دھکیل دیا ہے۔کیا پاکستان میں ہشتگردی، ٹارگیٹ کلنگ، اور اغواء برائے تاوان کے ایسے ہی واقعات ہورہے تھے جیسے آج کے دور میں ہورہے ہیں۔کیا آسمان سے باتیں کرتی ہوئی مہنگائی، پینے کے پانی کا فقدان، بجلی کا زیادہ تر غائب رہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ مشرف کے دور میں ہورہا تھا۔ اگر صبح سے شام تک کی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ سوائے مارڈھار، لوٹ مار اور حکومت کے اپنے مسائل کے علاوہ کوئی اور خبر نظر نہیں آتی۔مزاروں سے لیکر عام شاہراؤں پر دہشگردی کے واقعات عام ہیں۔سینکڑوں افراد اب تک دہشگردی کا نشانہ بن چکے ہیں۔

کیا میڈیا کو مشرف کے دور سے پہلے اتنی ہی آزادی تھی جتنی پرویز مشرف کے دور میں نصیب ہوئی۔ستم ضریفی اور احسان فراموشی کا ایسا حال ہے کہ جن لوگوں نے پرویز مشرف کے دور میں سیٹ لائٹ ٹیلی ویژن کے لائسنس لئے، جو صحافی امریکہ میں بیٹھ کر پاکستان کے ختم ہونے کی باتیں کرتے تھے آج وہی پاکستان کے میڈیا میں بیٹھ کر اس شخص کی ذاتیات کی دھجیہ بکھیرنا چاہتے ہیں جس نے ان کو یہ مواقع فراہم کیئے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف سے پہلے بھی جرنیلوں نے پاکستان پر حکومت کی ہے۔ایوب خان سے لیکر ضیاءالحق تک کسِ نے ملک کے وقار کے لئے بہت بڑے کارنامے انجام دیئے۔جنرل یحیی نے تو سابق مشرقی پاکستان کی نیشنل عوامی پارٹی کی اکثریتی جیت کو ٹھکرا کر پاکستان کے سیاسی جاگیرداروں کے ساتھ ڈیل کی اور ملک کے دو ٹکڑے کروادیئے۔مشرقی پاکستان کے فوجی آپریشن کے چیف جنرل نیازی کو پاکستان میں ٹائیگر نیازی کا لقب دیکر استقبال کیا گیا۔سقوط ڈھاکہ میں ملوث کئی ہائی کمان فوجیوں کے ملوث ہونے کی وجہ سے آج تک حمید الرحمٰن کمیشن رپورٹ پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ضیاالحق نے اسلام نظام کے نام پر اور افغانستان میں جہاد کے نام پر پاکستان میں چالیس لاکھ سے زیادہ افغانیوں کو خوش آمدید کہا جنہوں نے پشاور سے لیکر کراچی تک پاکستان میں گن کلچر متعارف کرایا۔اسی طرح سے اور بہت سے جرنیلوں کے کارناموں کی فہرست لمبی ہے مگر ان تمام جرنیلوں کے خلاف تو کبھی کسی سیاسی بازیگر نے ان کے جانے کے بعد ان کی تصویروں پر جوتے نہیں مارے۔ان پر پاکستان سے غداری کا مقدمہ چلانے کی ڈیمانڈ نہیں۔ان کا میڈیا میں تو کبھی مزاق نہیں اڑایا گیا۔مگر اسِ تفصیل میں جانا بے کار ہے۔شاید پاکستان کے عوام کا حافظہ کمزور ہے یا پھر یہ بے حسی اور خود غرضی کی وجہ کچھ اور ہے۔شاید یہ عوام انِ ہی جاگیرداروں، وڈیروں اور قبائلی سرداروں کے جوتے تلے رہنا چاہتی ہے جو قیام پاکستان سے پہلے سے ان پر حکمرانی کرتے چلے آرہے ہیں۔

اگر آج یہ لوگ جو مشرف کے دور میں اس کے گن گاتے تھے مشرف کے خلاف ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔جاگیرداروں اور سرداروں کا یہ عام کلچر ہے کہ وہ چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔اگر آج پاکستان میں جنرل کیانی فوجی انقلاب لے آتے ہیں تو یہ تمام سیاسی بازیگر اس کے پاس جاکر ان سے جوڑ توڑ کی اور انکی حکومت میں شامل میں ہونے کی مہم چلائیں گے۔

جہاں تک تعلق ہے پرویز مشرف صاحب کے سیاست میں آنے کا، آل پاکستان مسلم لیگ بنانے کا اور پاکسان واپس آنے کا۔تو میری رائے میں پرویز مشرف صاحب کو بہت بڑی غلط فہمی ہے۔پرویز مشرف صاحب شاید پاکستان کی تاریخ کے سیاہ باب پڑھنا نہیں چاہتے۔پرویز مشرف صاحب کو شاید یاد نہیں کہ اسی قوم نے قائدِ ملت لیاقت علی خان کو، جو پاکستان کے پہلے وزیراعظم ہی نہیں تھے بلکہ پاکستان کے بانی محمد علی جناح کے سب سے قریب تحریکی ساتھیوں میں سے تھے۔لیاقت علی خان ہندستان کے ایک نواب ہی تھے بلکہ پاکستان کے لئے ایسا جذبہ رکھتے تھے کہ پاکستان کی خاطر اپنے پرکھوں کی جاگیرداری چھوڑ کر پاکستان آگئے۔انِ سامراجی طاقتوں نے جب بھرے جلسے میں لیاقت علی خان گولی ماردی تو مشرف صاحب کیا معنی رکھتے ہیں۔آج بےنظیر کے قتل پر تو لاکھوڈالر بیرونی ایجنسیوں کے دیدئے جاتے ہیں اور اقوام متحدہ سے انکوائری کروائی جاتی ہے۔مگر ملک کے سب سے پہلے وزیراعظم کے قتل کی حقیقت کو منظر عام پر لانے کی کوئی بات نہیں کرتا۔

پاکستانی کے زمینی حقائق بہت تلخ ہیں مگر میں یہ حقائق لکھنے میں میں نہیں ہچکچاتا۔پرویز مشرف صاحب کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ انُ میں اور دوسرے جرنیلوں میں فرق صرف یہ ہے کہ وہ پاکستان کی ایسی کیمونٹی سے تعلق رکھتے ہیں جس کی دوسری اور شاید اب تیسری نسلوں کو ساٹھ سال گزرنے کے بعد بھی پاکستان میں پاکستانی تسلیم نہیں کیا جاتا۔سندھ میں انہیں پناہ گیر، مکڑ؛ پنجاب میں بھیا، تلیر، بلوچستان اور سرحد میں ہندوستانی کہا جاتا ہے۔الطاف حسین نے اپنی مہاجر قومی مومنٹ کو متحدہ قومی مومنٹ کا نام دیکر پاکستان میں متعارف کرانا چاہا مگر وہ اس خواب کو شاید کبھی پورا نہیں کرسکتے کیونکہ سندھ سمیت پاکستان کے باقی صوبوں میں انہیں کراچی والا یا ہندوستانی ہی جانا جاتا ہے۔پرویز مشرف صاحب کو سات سال اس لئے برداشت کرلیا کیونکہ وہ خوش قسمتی سے فوجی وردی میں تھے مگر اب سیاسی شیروانی میں انکو پاکستان کے چاروں صوبوں میں روائتی نفرت سے دیکھا جائے گا۔

آج ملک میں سندھی، پنجابی، بلوچی اور پٹھان تو ہیں مگر پاکستانی کوئی نہیں۔ایک کالا باغ ڈیم پر سندھ اور پنجاب میں اسِ طرح کی باتیں ہوتیں ہیں جیسے پاکستان اور بھارت کے درمیان کوئی سیاسی تناظہ ہو۔آج ملک کے نام نہاد سیاسی لیڈران کا عمل پاکستانی کم سندھی، پنجابی، بلوچی اور پختون زیادہ ہے۔آج ذوالفقار علی بھٹو اور بےنظیر بھٹو کی تصاویر کو زیادہ

اہمیت دی جارہی ہے بانی پاکستان، قائدملت اور فاطمہ جناح کی شخصیات کو کم۔ آج اکبر بگٹی کو شہید ٹھہرایا جارہا ہے مگر بلوچستان میں فوجیوں پر حملے، پاکستان کے پرچم کو سرے عام جلانے پر کوئی ناراض نہیں ہے۔ اگر آج پاکستان ٹوٹتا ہے تو سندھ، پنجاب، بلوچستان اور پختون خواہ کے سرداروں کو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے بھی جاگیردار تھے اور پاکستان کے بعد بھی جاگیردار رہیں گے۔ لگتا یوں ہے کہ یہ سیاسی وڈیرے، جاگیردار اور سردار مشرقِ وسطہ کے شیخوں کی طرح رہنے کو پاکستان میں غیر جاگیردارانہ نظام پر زیادہ فوقیت دیں گے۔ پچھلے دنوں وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے بڑے فخر سے کہا کہ ان کے باپ دادا 1930 سے ضلع کونسلوں اور اسمبلیوں کی کرسیوں پر بیٹھتے آئے ہیں اور ہمیشہ بیٹھتے رہیں گے۔ اور کیوں نہ ہو یہ انہی وڈیروں، جاگیرداروں اور قبائلی سرداروں کی اولادیں ہیں جنھوں نے قائد اعظم کی مسلم لیگ میں صرف اس لئے شمولیت اختیار کی تھی تاکہ اپنے جاگیرانہ نظام کی حفاظت پاکستان میں شامل ہوکر کرسکیں۔ پچھلے دنوں الطاف حسین کی ایم کیو ایم نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں پاکستان میں لینڈ ریفارم کا ایک بل جمع کرایا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کتنے پارلیمنٹرین اور کونسی سیاسی پارٹیاں اس کی حمایت کرتیں ہیں۔

بارحال اب وقت آگیا ہے کہ ان وڈیروں، جاگیرداروں اور قبائیلی سرداروں کے نظام میں جکڑے ہوئے پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا وہ پاکستان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں یا واپس 1947 سے پہلے کے دور میں جانا چاہتا ہیں۔ قائد اعظم اور اسکے ساتھیوں اور انکے کروڑوں پیروکاروں نے پاکستان کا نعرہ اس نہیں لگایا تھا کہ وہاں جاگیردارنہ اور قبائلی نظام برقرار رہے۔ ایسا نظام جو نہ تو دنیا کے مذہب جمہوری معاشرہ میں پسند کیا جاتا ہے اور نہ اسلام کے سنہری مساوات کے اصولوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اگر پاکستان کے عوام اپنی نسلوں کی آزادی چاہتے ہیں تو بغیر کوئی وقت ضائع کرے اٹھ کھڑے ہوں۔

میرے اس مضمون لکھنے کا مقصد یہ نہیں کہ میں پاکستانیوں کو مشورہ دوں کہ وہ پرویز مشرف کے پیچھے کھڑے ہو جائیں یا عمران خان کے۔ مگر میں یہ پیغام ضرور دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی عوام کو اپنے وڈیروں، جاگیرداروں اور سرداروں کے خوف سے نکل کر ایسے لوگوں کو آگے لانا ہوگا جن کا تعلق نہ تو کسی جاگیرداری نظام سے ہے، نہ ہی قبائلی حاکمیت سے اور نہ ہی فوجی آمریت سے۔ ایسے آزاد اور پڑھے لکھے محبِ وطن لوگ جو صرف اور صرف پاکستان کی سوچ عملی طور پر رکھتے ہوں کو پاکستان بچانے کی خاطر آگے لیکر آئیں۔ ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو پاکستان اور جمہوریت کا نام لیکر ملک کو مزید لوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے اثاثوں کو مزید مضبوط کرنا چاہتے ہوں۔ ایسے لوگوں کو اپنا لیڈر بنائیں جو پاکستان کے چاروں صوبوں کے عوام کے لئے مساوات سے سوچیں اور انکو ملانے کی بات کریں نہ کہ ملک کو مزید توڑنے کے کام کریں۔

ایک دردمند پاکستانی

سید عتیق الحسن، سڈنی آسٹریلیاء